السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک صحابی فرماتے ہیں۔

فعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ : يَأْتِينِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي مِنَ الْبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدِي ، أَبْتَاعُ لَهُ مِنَ السُّوقِ ثُمَّ أَبِيعُهُ؟ قَالَ : (لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ) (مشکوۃ)[1]"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس چیز کو بیچنے سے منع کیا جو میرے پاس نہیں ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے، جب کہ وہ چیز میرے پاس موجود نہیں، پھر میں اسے بازار سے خرید کردے دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چیز تیرے پاس نہیں وہ فروخت نہ کرو''

اس کے بعد اور بھی اس مضمون کی حدیث ہے اور مشکوۃ میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اب میں چند صورتیں پیش کرکے ان کے جواب کا انتظار کرتا ہوں، کتابیں نہیں ہیں، ورنہ آپ کو ان کے جوابات کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

شق اول: بعض خریدار خود دکاندار سے کہتے ہیں کہ تم فلاں کپڑا مجھے دو اور اگر تمہارے پاس نہیں ہے تو دوسری دکان سے مجھے لادو، اس پر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار جس دام پر دوسری دکان سے کپڑا لاتا ہے، اسی دام پر خریدار کو دیتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار، مثلاً آٹھ آنہ گز دوسری دکان سے لاتا ہے اور نو آنہ گز خریدار کو دیتا ہے۔ اگر خریدار خود دوسری دکان سے وہ کپڑا لیتا ہے تو اس کو وہاں بھی 9 آنہ گز ملتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار، مثلاً: 8 آنہ گز لاکر 9 آنہ گز خریدار کو دیتا ہے، لیکن اگر خریدار خود اسی دکان پر جاکر لیتا ہے تو اس کو 8 آنہ گز ملتا ہے، یعنی اس تیسری صورت میں خریدار کو نقصان پہنچا۔

شق ثانی: بعض خریدار دکاندار سے خود نہیں لیتے، مگر دکاندار اس کو پھنسائے رہنے کے خیال سے دوسری دکانوں سے اس کی فرمائش کو پورا کردیتا ہے، اس شق میں بھی وہی تینوں صورتیں ہیں، جو شق اول میں مذکور ہوئیں، تو اب کل چھ صورتیں ہیں، ان میں سے ہر ایک صورت میں دو قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خریدار کو ان سب باتوں کا علم ہے، جن میں دکاندار اس قسم کے معاملات برتتے ہیں، دوسری یہ کہ خریدار کو علم نہیں ہے اور وہ ان باتوں کو نہیں جانتے۔ یہ سب بارہ صورتیں ہیں۔ آیا حدیث کی رو سے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں یا بعض جائز اور بعض ناجائز؟ بصورت ثانی جواز ناجواز کی صورتوں کی تعین کردی جائے۔

دوسرے دکاندار اگر میرے پاس سے لے جائیں اپنے خریدار کو دینے کے لیے تو میں ان کو دوں یا نہ دوں؟ یہاں کپڑے کے دو بازار ہیں، ایک خردہ فروش کا اور ایک تھوک فروشوں کا، تھوک فروشوں کی دکان مارواڑیوں کی ہے، جتنے خردہ فروش ہیں، بوقت ضرورت مارواڑیوں سے لے کر بیچا کرتے ہیں، بسا اوقات یہ صورت پیش آجاتی ہے کہ کسی چیز کی فرمائش کی اور وہ موجود نہیں رہی، تو تھوک فروش یعنی مارواڑیوں کے یہاں سے اسی وقت یا دوسرے وقت لاتے اور خردہ فروش کے طور پر بیچتے ہیں۔

اگر خریدار دو چار گز کا خریدار ہے، مارواڑیوں سے لینا چاہے تو نہیں دیں گے، تھان دو تھان یا اسے زیادہ دیں گے اور اسی نرخ سے خریدار کو دیں گے، جس نرخ سے خردہ فروش دکانداروں کو دیتے ہیں۔ دکاندار لوگ مارواڑیوں کے یہاں سے لاتے ہیں اور کسی قدر نفع رکھ کر خردہ فروشی کے طور پر بیچتے ہیں۔ پس خریدار کی فرمائش پر مارواڑیوں کے یہاں سے کپڑا لاکر اور اپنا نفع رکھ کر بیچنا درست ہے یا نہیں؟

میرے خیال میں صحابی مذکور کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:

"لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ"

ان کا یہ مطلب ہے کہ جو تم نے صورت بتائی ہے۔ وہ میری بیع میں داخل نہیں ہے، اس لیے کہ وہ چیز تمہارے پاس ہے، اگرچہ تم اس کو دوسرے کی دکان سے لاتے ہو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تم اس چیز کو نہ بیچو، جو تمہارے پاس نہیں ہے، جیسے عبد آبق یا مال مسروق۔ یہ مطلب کیسا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

: لا تبع مالیس عندک)) قابلِ احتجاج معلوم ہوتی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے اس کی تصحیح بھی کردی ہے۔ (دیکھو: نیل: ۱۵/۵) اس حدیث میں جو ((مالیس عندک)) ہے، اس کے معنی نیل (۱۵/۵) میں یہ لکھے ہیں))

اي مالیس فی ملک وقدرتک ' والظاھر انہ یصدق علی العبد المغضوب الذي لایقدر علی انتزاعہ من ھوفی یدہ وعلی الآبق الذي لایعرف مکانہ والطیر المنفلت الذي لایعتاد رجوعہ ویدل علی ذلک معنی "عند" لغۃ قال الرضی : انھا تستعمل فی الحاضر القریب وما ھو فی حوزتک وان کان بعیدا" انتھی

یعنی جو چیز تیری ملکیت اور قدرت میں نہیں ہے۔ ظاہر یہ حدیث اس غصب شدہ غلام پر بھی صادق آتی ہے جس کو غصب کرنے والے کے ہاتھ سے لینا ممکن نہ ہوا اور اس مفرور غلام پر جس کی جائے قرار کا علم ہی نہ ہو اور ایسا ''چھوٹا ہوا پرندہ جو عادتاً واپس نہیں آتا، جیسا کہ "عند" کا لغوی معنی بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ رضی نے کہا ہے کہ یہ حاضر قریب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نیز اس چیز کے لیے جو تمہاری سلطنت میں ہو چاہے وہ دور ہی ہو

فیخرج عَن ہذَا مَا کَانَ غَائِبًا خَارِجًا عَنِ المِلکِ أَوْ دَاخلًا فِیہ خَارِجًا عَنِ الحَوْزَۃِ، وَظَاہِرُہُ أَنَّہ یُقَالُ : مَا کَانَ حَاضِرًا وَإِن کَانَ خَارِجًا عَنِ المِلکِ فمَعْنَی قَوْلِہِ - صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - لَا تَبِعْ مَا لَیْسَ عِنْدَکَ أَيْ : مَا لَیْسَ حَاضِرًا عِنْدَکَ وَلَا غَائِبًا فی ملکک وتحت حوزتک قال البغوي : النھی فی ہذا الحدیث عند بیوع الاعیان التی لا یملکھا اما بیع شئی موصوف فی ذمتہ فیجوز فیہ السلم بشروطہ الی قولہ : وظاہر النہی تحریم مالم یکن فی ملک الانسان ولا داخلا تحت مقدرتہ واستثنی من ذلک السلم فتکون ادلۃ جوازہ مخصصۃ لہذا العموم وکذلک اذا کان فی ذمۃ المشتري اذ ہو کالحاضر المقبوض " انتہی

پس اس سے وہ چیز خارج ہے جو غائب ہو اور ملکیت سے باہر ہو یا ملکیت میں داخل ہو۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ (عند) اس چیز پر بولا جاتا ہے جو حاضر ہو، اگرچہ وہ ملکیت سے خارج ہو۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''فرمان "جو چیز تیرے پاس نہیں ''وہ فروخت نہ کر'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز فروخت نہ کر جو تیرے پاس حاضر نہیں اور نہ وہ چیز جو تیری ملکیت سے خارج ہے اور تیرے زیر اثر نہیں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں جو نہی اور ممانعت ہے، وہ بعینہ ان چیزوں سے ہے، جن کا فروخت کنندہ مالک نہ ہو۔ لیکن وہ چیز جو اس کی ذمہ داری میں ہے تو اس میں مع شروط بیع سلم کرنا جائز ہے اس نہی سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیز انسان کی ملکیت وقدرت میں نہ ہو، اس کو فروخت کرنا حرام ہے۔ نہ کہ وہ چیز جو اس کی قدرت اور اختیار میں ہو۔ بیع سلم اس سے مستغنیٰ ہے۔ لہذا اس کے جواز کے دلائل اس عموم کو خاص کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح جو ''بیچی جانے والی چیز خریدار کے ذمے ہو، کیوں کہ وہ حاضر اور قبضے کے حکم میں ہے۔

مَا لَیْسَ عِنْدَکَ سے صاف مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع (بعد اس کے کہ بائع وقت بیع خود اس کا مالک ہو یا منجانب مالک اس کی بیع کرنے کا مجاز ہو اور اس کی دلیل وہی عدم جواز تصرف در ملک غیر بلا اذن ہے، باستثناء سلم) بیع بوقت بیع بائع کے قابو قدرت میں ہو کہ خریدار کو بعد بیع کے تسلیم کرسکے۔ صورت مسئولہ میں خواہ خریدار خود بائع سے کہے کہ مجھے دوسری دکان سے لا دو یا منگا دو اور بائع خود دوسری دکان سے لائے یا منگائے، خریدار کے ہاتھ جتنے دام کو چاہے بیچے، بشرطیکہ کسی قسم کی دغا کو اس میں دخل نہ ہونے پائے تو یہ بیع مالیس عندک میں داخل نہیں ہے۔

---

[1] (یہ دو احادیث کے الفاظ ہیں۔ دیکھیں: سنن الترمذي، رقم الحدیث (۱۲۳۲، ۱۲۳۵) سنن أبي داود، رقم الحدیث (۳۵۰۳) سنن النسائی، رقم الحدیث (۴۶۱۳) سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث (۲۱۸۷

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب البیوع، صفحہ: 608

محدث فتویٰ